BA Part - II
Paper - II



سوال نمبر ۲: نظم "مسجد قرطبہ" میں شاعر کی کیا مراد ہے؟ اس کا خلاصہ لکھئے یا نظم "مسجد قرطبہ" میں جن خیالات کو شاعر نے پیش کیا ہے اس کو مختصر لکھیں

جواب: علامہ اقبال بہت بڑے مصلح قوم تھے ان کے دل میں قوم کا درد سمندر کی طرح بے پناہ تھا جن دنوں وہ یورپ میں تھے تو وہاں کی تہذیب و تمدن معاشرت طرز زندگی اور علم و ہنر کا ان کے درد مند دل پر بے پناہ اثر ہوا اور مسلمانوں کی زبوں حالی نا اتفاقی بے عملی جہالت اور جمود نے انہیں بے حد متاثر کیا یہ نظم ان کے درد مند دل کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں روز و شب کے سلسلے کی حقیقت کیا ہے یہ تو ایک زمانے کی رو ہے جس میں نہ دن ہوتا ہے نہ رات ہوتی ہے دن گزر جاتے ہیں اور رات کے بعد دن کا ہونا ایک سلسلہ ہے جو جاری ہے اور روز و شب میں نقش بنتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں اور نقش کوئی بھی ہو اور سب کے سب مٹ جاتے ہیں۔ اس دنیا کی ہر شے کو فنا ہونا ہے چاہے وہ اول ہو آخر ہو یا ظاہر و باطن ہو۔ لیکن اگر کسی بندہ خدا نے بندہ مومن نے اپنی زندگی میں کار ہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ کبھی فراموش نہیں کرتا جاتا اور جو نقش انہوں نے چھوڑے ہیں وہ تاقیامت نہیں مٹ سکیں گے اور نہ مٹائے جا سکتے ہیں۔

اقبال فرماتے ہیں کہ بندہ خدا کے دل میں خلوص نہ ہو جذبہ ایثار نہ عشق نہ ہو اس کا ہر عمل فنا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کے دل میں عشق کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو تو اس کا کوئی عمل رائیگاں نہیں جاتا۔ حیات کی اصل عشق ہے اور جس کی اصل حیات عشق ہے اس کو موت نہیں آتی۔ آدمی مر جاتا ہے انسان نہیں مرتا ہے۔ خود علامہ انسان کے متعلق فرماتے ہیں:

خدا تو ملتا ہے انسان نہیں ملتا
یہ چیز وہ ہے جو دیکھی کہیں کہیں میں نے

وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ زمانے کی رو تند و تیز ہے اور عشق خود بھی زبردست دھارا ہے جو دوسرے دھاروں کو تھام لیتا ہے مسلسل زمانے گزرتے رہے ہیں۔ لیکن جذبات عشق سے اگر خالی تھے تو انہیں کوئی یاد نہیں کرتا۔ وہ کہتے ہیں کہ مکمل عشق کا نمونہ اگر دیکھنا ہو تو دیکھو۔ عشق دم جبرئیل ہے۔ عشق دل مصطفیٰ ہے۔ عشق خدا کا رسول ہے۔ عشق خدا کا کلام ہے۔ عشق کاس الکرام ہے۔ رحیم و رحمن بزرگوں اور ولیوں کا پیالہ ہے عشق فقیہ حرم ہے۔ عشق امیر جنود ہے۔ افواج کا سپہ سالار ہے۔ عشق کے مضراب سے تار حیات سے نغمہ پیدا ہوتا ہے۔ عشق ہی سے نور حیات بھی ہے اور نار حیات بھی ہے۔ اگر عشق گمراہ ہو جاتا ہے تو وہ زندگی کو جہنم بنا دیتا ہے۔

اے مسجد قرطبہ تیرا وجود بھی عشق سے ہے۔ عشق مجسم جاوداں ہے وہ فانی نہیں ہے۔ خواہ وہ سنگ و خشت ہو یا رنگ و خشک ہو یا حرف و صوت ہو اگر عشق نہ ہو تو معجزہ فن کی ارتقا نہیں ہو سکتی۔ اے مسجد قرطبہ تیری فضا دل افروز ہے اور میری آواز سینوں میں سوز و گداز پیدا کرتی ہے۔ تیرے حضور میں دل جھکتے ہیں اور مجھ سے دلوں کی کشود ہے۔ ایک آواز اذان پر سبھی اہل ایمان تیرے حضور میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اگر فرشتوں کو سجدے میسر ہیں تو اس سے کیا ہوا ان کا تو یہی کام ہے وہ تو ہر پل عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن اللہ نے انہیں دل دیا ہے لہذا انہیں سجدوں کے سوز و گداز کا علم نہیں ہوتا اور میں تو کافر ہندی ہوں پھر بھی میرے ذوق و شوق کا عالم یہ ہے کہ میرے دل میں صلوٰۃ و درود رہتا ہے اور میرے لب پر بھی صلوٰۃ و درود رہتا ہے میری نے میں کشش ہے، چاہت ہے اور میری آواز میں بھی کشش اور چاہت ہے میرے رگ رگ میں نغمہ اللہ ہو سرایت کر چکا ہے۔ تیرا جلال و جمال مردان حق پرست سے ہے۔ تجھ میں رونق تو اہل ایمان سے ہے۔ اے مسجد قرطبہ وہ اہل ایمان بھی وہ مردان حق پرست بھی جلیل و جمیل ہیں اور تو بھی جلیل و جمیل ہے تیری بنا پائیدار ہے اور تجھ میں بے شمار ستون ہیں۔ جیسے صحرائے شام میں بے شمار اشجار ہوں۔ تیرے در و دیوار اور چھتوں پر وادی ایمن کا نور ہے۔ تیرے بلند مینارے جلوہ گہ جبرئیل ہیں۔

کبھی کوئی بندہ خدا مرد مسلمان مٹ نہیں سکتا ہے کیونکہ اس کی اذانوں سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دین کی تبلیغ ہوتی ہے۔ مرد مسلمان ساری دنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اس کے افق کا پھیلاؤ آسمانوں کی طرح ہے اس کے سمندر کی موج دریائے دجلہ، ڈینوب اور نیل کی طرح ہے۔ ہر زمانہ میں جو مرد مسلمان رہا ہے۔ اس کے دور بھی عجیب ایسے ہیں

Q.No-II

Page - II



اور اس کے کارنامے بھی عجیب۔ ایسے ہی وہ ارباب ذوق کے ساقی تھے اور میدان شوق کے شہسوار تھے جن کی شراب نہایت عمدہ اور خالص تھی اور جن کی تیغ بے مثال و بے نظیر تھی۔ وہ ایسا سپاہی تھا جس کی زرہ لا الٰہ تھی اور تلواروں کے سائے میں اس کی پناہ بھی لا الٰہ تھی۔

اے مسجد قرطبہ بندہ مومن کا راز تجھ سے آشکار ہوا کہ کس طرح اس نے تیغوں کی چھاؤں میں لے کر بھی اپنا عقیدہ لا الٰہ اور عشق خدا سے جان پر کھیل کر تیری بنیاد ڈالی اور تیری تعمیر ہوئی اور تیرا وجود اُنہی سے ہے جن کا خیال بھی عظیم تھا اور جن کا مقام بھی عظیم تھا اور جو بندہ خدا تھا اس کا ہاتھ بھی خدا کا ہاتھ تھا وہ نہایت کارساز تھا ہر میدان میں ہر معرکہ میں غالب تھا۔ وہ تھا تو خاکی لیکن نوری نہاد تھا اور اس میں مولائے کائنات شیر خدا اسد اللہ کی صفات کی جھلک تھی اس لئے وہ بندہ مولائے کائنات تھا۔ وہ دو عالم سے بے نیاز اور سارے جہاں میں سب سے زیادہ غنی تھا اس لئے کہ وہ قناعت کا دلی تھا۔ اس کی خواہشات قلیل تھیں لیکن اس کے مقاصد بہت جلیل تھے جس کی ہر ادا دلنواز تھی ہر نگاہ دلکش تھی جو گفتگو کے وقت نہایت نرم تھا اور جستجو میں ہمیشہ سرگرم رہتا تھا۔ خواہ وہ رزم ہو یا بزم وہ پاک دل و پاکباز تھا اس کا یقین کامل تھا وہ حق کے مدار پر رواں دواں تھا۔ یہی مرد مسلمان منزل عشق اور حاصل عشق تھا اور اس کائنات میں رونق چمک دمک اُسی سے تھی اور اسی سے ہے۔

کونین چمکتے ہیں خدائے لشکری سے

دین اسلام کی شان و شوکت تجھ سے آشکار ہے۔ تو اہل فن کا کعبہ ہے۔ تجھ سے اندلس کی سر زمین میں سربلند ہے۔ اگر زیر آسمان تیری نظیر کہیں ہے تو وہ قلب مسلمان میں ہے اور کہیں نہیں ہے

آہ! وہ مردان حق پرست وہ عربی شہسوار جو خلق عظیم کے حامل تھے جو صدق و یقین کے مالک تھے جن کی حکومت سے عجیب و غریب سیاست کا پتہ چلتا ہے کہ اہل دل کی سلطنت شاہی نہیں ہے بلکہ فقر ہے۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ الفقر فخری یہ عجیب و غریب سیاست ہے کہ حکومت شاہی سے نہیں چلتی تھی بلکہ فقر ~~سے~~ سے چلتی تھی۔

وہ اللہ والے جنہوں نے مشرق و مغرب میں تہذیب و تمدن کی داغ بیل ڈالی اور جہالت کے اندھیروں سے اہل یورپ کو نکال کر اجالوں سے روشناس کرایا جن کی نگہ کے طفیل سے آج بھی اہل اندلس خوش و خرم میں خوش دل ہیں اور جن کی جبینیں روشن ہیں۔ آج بھی اس ملک میں چشم غزال عام ہے اور تیر نگاہ آج بھی دل نشین ہیں۔ آج بھی اندلس کی فضا میں بوئے یمن باقی ہے اور آج بھی اس کی نواؤں میں رنگ حجاز باقی ہے۔

افسوس صد ہزار افسوس کہ سینکڑوں سال سے تیری فضاؤں میں آواز اذان نہیں گونجی۔ پتہ نہیں کہاں ہیں وہ لوگ جن کا عشق بلاخیز تھا جن کا قافلہ بے پناہ سخت جان تھا۔

~~اہل~~ انہی نے تمہارے سارے نقوش مٹا دیئے۔ وہ لوتھر جو تم نے اصلاح دین کے لئے سرزمین اندلس پر چھوڑے تھے۔ فرانس میں بھی جب لوگوں کے دلوں میں جذبات حریت بیدار ہوئے تو زبردست انقلاب آیا۔ جس سلسلہ اور یقین محکم کرتا تھا جب رومیوں نے قیصر روم کے خلاف رخ موڑ کر لیا تو وہ کامیاب ہوئے۔ مگر افسوس ہے تمام امت مرحوم جمود کی شکار کیوں ہے۔ اُسے انقلاب روس اور انقلاب فرانس سے سبق کیوں نہیں ملتا۔

آج وہی اضطرابی کیفیات اہل اسلام پر طاری ہیں۔ ان کے دلوں میں بھی اضطراب سے بے